

اختلاف قراءات قرآنیہ میں قدیم عربی لہجات کا کردار

☆
حصہ نسرين

قرآن کریم تمام منزل من اللہ کتب میں سے محفوظ ترین کتاب ہے اور یعنیہ اسی حالت میں موجود ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے اسے آنحضرت ﷺ کے قلب اطہر پر نازل فرمایا تھا، اور جیسے آپ نے اپنے صحابہ کرامؐ تک اسے پہنچایا تھا۔ اس کے حرف بحرف محفوظ ہونے کی گواہی غیر مسلم بھی دیتے ہیں (۱) جو اس کے محفوظ و مأمون ہونے کا ناقابل تکذیب ثبوت ہے۔ اس کے باوجود ہم دیکھتے ہیں کہ قراءات قرآن یعنی قرآن کریم کی تلاوت کے انداز میں فرق پایا جاتا ہے۔ ایک ہی لفظ کو مختلف لوگ مختلف انداز میں ادا کرتے ہیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ تفاسیر اور کتب قراءات اس قسم کی قراءات مختلف سے بھری ہوئی ہیں لیکن یہ فرق محض طریق ادائیگی کا ہے، اصل الفاظ میں کوئی تغیر و تبدل نہ ہوا ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔ طریق ادائیگی کا یہ فرق لہجات مختلف کی بنابر ہوا (۲) جو کہ ایک فطری اور ناقابل تغیر امر ہے۔ جہاں تک اس امر کا تعلق ہے کہ یہ قراءات کس طرح وجود پذیر ہو سیں اور ان کا مقام و مرتبہ کیا ہے اس پر بحث سے قبل یہ مناسب ہو گا کہ عرب کے مختلف قبائل کے لہجات اور ان کے خصائص و ممیزات کا اجمانی جائزہ لے لیا جائے۔

جزیرہ نما عرب اپنی علاقائی جغرافیائی حیثیت کے اعتبار سے ایک نمایاں مقام کا حامل ہے۔ قبل از اسلام یہاں کوئی سیاسی وحدت نہ تھی بلکہ قبائلی نظام رائج تھا۔ مختلف بودو باش رکھنے والے عصبات پسند قبائل جہاں اپنے رسم و رواج پرستی سے کار بند تھے وہیں اپنی زبان کو خالص رکھنا بھی ان کی ذلیلی کا ایک اہم محور تھا (۳) جس کے لیے یہ لوگ بہت اہتمام کیا کرتے تھے۔ زمان و مکاں اور قبائل کے جزیرہ کے مختلف اطراف میں پھیلاؤ نے قبائل کے لہجات

میں چند قدیم چیزوں کی میراث رکھ دی تھی۔ پس تمام لغات میں ایسے میزانت تھے جو دوسرے سے مختلف تھے۔ (۲) عرب کے ہر قبیلہ کا مخصوص لحن و لہجہ تھا مثلاً ایک معنی کے لیے مختلف الفاظ کا استعمال، اسی طرح مختلف صیغوں کا استعمال، اعراب و حرکات میں فرق وغیرہ۔ (۵) لہجہ سے مراد دراصل سامنے کی جانب کلمات کی ادائیگی کی اسلوب ہے۔ مثلاً الالت، فتح، شدت و رخاوت، حمزہ کی تسهیل و تحقیق اس کے عکس لغت سے مراد وہ معانی ہیں جو الفاظ پر دلالت کرتے ہیں اور اس کے ذیل میں اشتقاق کلمات، بدیہی کلمات الفاظ کے معانی و مقصود وغیرہ آتے ہیں اور جب یہ صفات بہت زیادہ ہو جاتی ہیں تو لہجہ ایک لغت بن جاتا ہے چنانچہ مختلف ایماں کے لئے مختلف لہجات مستقل لغات کا درجہ رکھتے ہیں اور ہر لہجت کے اپنے کچھ خصائص ہوتے ہیں جو اسے دوسری لغات سے ممتاز کرتے ہیں۔ (۶) سو اپنے مخصوص لہجات کے علاوہ دیگر لغات کے خصائص کو اپنانے کی نیتویہ لوگ قادر رکھتے تھے اور نہ خواہش۔ (۷)

لہجات کے اس اختلاف کی متعدد وجوہات تھیں۔ مثلاً قبائل کا ایک دوسرے سے بالکل الگ تھاگ رہنا، مختلف فنون و متعدد پیشوں سے واپسی اور مختلف طبقات زندگی سے تعلق۔ (۸)، علاوہ ازیں شہری و بدوسی اندازِ حیات بھی زبان پر بہت اثر انداز ہوا، بدوسی قبائل کے باسیوں کو دیگر اجنیہ لغات کا کبھی سامنا نہ کرنا پڑتا تھا اگر ایسا ہو بھی جاتا تو عموماً وہ اپنے لہجہ کو اس کی اصل پر قائم رکھنے کے لیے اسی طرح کوشش رہتے، جس طرح کہ اپنے مذہب کو (۹) اس کے عکس حضری پاشوروں کو تجارت وغیرہ کے سلسلہ میں اجنیہ لغات سے متعارف ہونے کا موقع ملتا وہ ان کو قبل کرنے میں پچکچا ہٹ سے کام نہ لیتے، چنانچہ حضری عربی زبان بہت سے لہجات کا مرکب بن چکی تھی۔ اس لیے حضری و بدوسی قبائل کے لہجات میں بہت نمایاں فرق پایا جاتا تھا۔ ذیل میں ان چند عوامل کا اجمالی جائزہ پیش کیا جا رہا ہے جن کی بنا پر لہجات میں نمایاں اور واضح اختلاف و فرق نظر آتا ہے اور جو اختلاف قراءات میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

۱۔ ابدال

عبدال کے معنی کسی ایک حرف کو دوسرے کی جگہ رکھنے کے ہیں۔ (۱۰) یہ تبادلہ بہت سے حروف میں کیا جاتا ہے اور عبدال کو لہجات کے اختلاف کی بنیادی وجہ قرار دیا جاتا ہے۔ (۱۱)

عبدال کی مثالیں

حمرہ و حاء کا باہم تبادلہ قبیلہ طی کا تخصص ہے ہذا یہ اُنکَ کی جگہ هنّکَ بولتے ہیں۔ (۱۲) اسی بنابر "ایاک" کو "ھیاک" پڑھنا ان کا لہجہ تھا۔ (۱۳)

حمرہ اور او کا تبادلہ تمیم وحدت میں کا لہجہ ہے مثلاً یہ "اخذ" کو "خذل" کہتے ہیں ہذا "ایاک" کو "ویاک" بولنا ان کا لہجاتی تخصص ہے۔ یہ بنی فزارہ کا لہجہ ہے۔ (۱۴) "حمرہ" و "باء" کا تبادلہ بنی عجلان کے ہاں پایا جاتا ہے۔ مثلاً "نمای اسد" کو یہ "نمایید" بولتے ہیں۔ (۱۵)

قبیلہ حذیل میں "حمرہ مقصورة" کو "باء" سے بدل جاتا ہے۔ مثلاً "ہوای کو" "ھوئی" بولنا۔ (۱۶) "حمرہ" اور "عین" کا تبادلہ تمیم اور قیس عیلان کا لہجہ ہے۔ یہ "اشهد ان" کی جگہ "اشهد عن" بولتے ہیں۔ (۱۷) اس لہجہ کو عنعنہ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ (۱۸)

"ناء" و "طاء" کا تبادلہ بون تمیم کا لہجہ ہے۔ مثلاً سلطان کی بجائے سلطان بولنا۔ (۱۹)

ض کو ص سے بدلنا بینی ضبه کا لہجہ ہے۔ (۲۰)

"ت" کو "ڈ" سے بدلنا قضاہ کا لہجہ ہے۔ مثلاً "فندق" کی بجائے "فتق" کہنا۔ (۲۱)

"باء" و "ھاء" کا تبادلہ مثلاً "تفحیق" کی جگہ "تفہیق" بولنا۔ (۲۲)

آن خصوصیت کے صالحی حضرت صحیب بن سنان سے "ح" اور "ھاء" کا تبادلہ مروی ہے۔ آپ "لحائن" بول کر "لحائن" مراد لیتے تھے۔ (۲۳)

"ھاء" اور "ناء" کا تبادلہ طی کا لہجہ ہے۔ مثلاً "البنات" کو "البناه" کہنا۔ (۲۴)

"ھاء" اور "ع" کا تبادلہ حدی لہجہ ہے۔ مثلاً "حتی" کی جگہ "عنتی" (۲۵) بولنا سے غصہ کا

”یاء“ کو مشدہ ”حیم“ سے تبدیل کرنا تمیم کا لہجہ ہے۔ ان کے ہاں غایمی کو خارج کہا جاتا ہے۔ (۲۳)
”ی“ اور ”واو“ کا تبادلہ ہذیل میں ہوتا ہے۔ مثلاً ”یاتی“ کو ”یا تو“ کہنا۔ (۲۴)

۲۔ اظہار و ادغام کا اختلاف

اظہار سے مراد یہ ہے کہ ہر حرف کو اس کے صحیح مخرج کے ساتھ ادا کیا جائے جبکہ ادغام کے معنی حروف کو آپس میں ملا دینے کے ہیں۔ یہ دو طریقوں پر ہوتا تھا ایک تو یہ کہ ایک کلمہ میں ایک ہی جیسے دو حروف آئیں۔ جیسے ”قطع“، تو اس کو ”قطع“ بولا جائے گا۔ (۲۵) اور دوسرا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ کسی حرف کو اس کے قریب ترین حروف کی آواز میں ادا کیا جائے۔ قبائل عرب میں یہ دونوں لہجات پائے جاتے تھے۔ ججازی قبائل میں الفاظ کو تحقیق ادا کرنے کا تصور پایا جاتا تھا۔ جبکہ جزیرہ کے وسطی اور شرقی عربی قبائل کا رجحان ادغام کی طرف تھا۔ چنانچہ تمیم، طی، اسد، بکر بن واکل، تغلب، عبدالقیس وغیرہ ادغام سے کام لیتے۔ اہنہار و ایت ہے کہ یہ ”عجم“ کی جگہ ”محم“ بولا کرتے، اسی طرح ”فُرْت“ کو یہ ”فُرْذ“ بولتے یعنی اس کی قریب ترین مجرور میں ملا کر، اسی طرح یہ ” محلل“ کو ” محلن“ بولتے تھے۔ (۲۶)

اس کے عکس قریش، ثقیف، کنانہ، انصار و ہذیل الفاظ کے اظہار کے قبائل ہیں۔ (۲۷)

۳۔ فتحہ و امالہ کا اختلاف

فتحہ کو کسرہ کی مانند اور الف کو یاء کی مانند پڑھنا امامہ ہے۔ (۲۸) سیوطی نے الدانی کا قول نقل کیا ہے کہ فتحہ و امالہ عرب کی دو مشہور لغات ہیں۔ فتحہ اہل حجاز کا لہجہ ہے اور امالہ اہل نجد کی لغت ہے۔ (۲۹) علاء عربیہ کا اتفاق ہے کہ فتح کی نسبت اہل حجاز کی طرف ہے اور امالہ کی جزیرہ کے وسطی و شرقی قبائل سے، چنانچہ قریش، انصار، ثقیف، ہوازن، سعد بن بکر، بنو کنانہ وغیرہ کے ہاں فتح تھا اور تمیم، اسد، بنو طی، بکر بن واکل عبدالقیس اور تغلب کے ہاں امالہ کا تصور پایا جاتا تھا۔ (۳۰) ابن سیدہ کے قول کے مطابق جزیرہ کے وسطی قبائل کا امالہ شدید تھا اور عراق کے قریبی قبائل کا امالہ خفیف تھا۔ (۳۱) یہ الفاظ کو کسر کے ساتھ بولا کرتے مثلاً صَوَّام کی جگہ صَيَّام

نام دیا جاتا ہے۔ (۳۲) حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کی جانب بہت سی تفاسیر میں ”حتی“ کی جگہ ”عیٰ، پڑھنا منسوب کیا گیا ہے۔ آپؓ کا تعلق قبلہ ہذیل سے تھا۔
”ض“ کو ”ظاء“ سے بدلنا تمیم کا لہجہ ہے۔ مثلاً ”ضی“، ”کو“ ”ظی“، ”کہنا اور ”ظاء“ کو ”ض“ کی جگہ استعمال کرنا تمیم کا لہجہ ہے۔ (۳۳)

”لام“ و ”تون“ کا تبادلہ بنی سعد و بنی کلب بن کو بن کرتے ہیں۔ (۳۴) اور تمیم لعل کی جگہ لعن بولتے ہیں۔ (۳۵) ”شاء“ و ”ھاء“ کا تبادلہ بنی جعفر کا لہجہ ہے۔ مثلاً ”العهن“ کو ”العن“ بولنا۔ (۳۶)

”باء“ اور ”ڏ“ کا تبادلہ بنو سیم کا لہجہ ہے۔ یہ ”تنقطة“ کو ”بقطة“ بولتے ہیں۔ (۳۷)
”م“ اور ”ب“ کا باہم تبادلہ بنی مازن کا لہجہ ہے۔ مثلاً مکہ کی جگہ بکہ بولنا اور اسی طرح بکر بن واکل ”ب“ کی جگہ ”م“ استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً ”بکر“ کو ”مکر“ کہنا۔ (۳۸)

”لام“ کو ”م“ سے بدلنا حمیری لہجہ ہے۔ مثلاً ”البر“ کی جگہ ”أمبو“ بولنا۔ (۳۹)
”ت“ و ”ك“ کا باہم تبادلہ حمیری لہجہ ہے۔ یہ ”عصیت“ کی جگہ ”عصیک“ بولتے تھے۔ (۴۰)
”ص“ و ”س“ کا ابدل بنی عنبر کا لہجہ ہے۔ یہ ”ق، ط“ اور ”غ، دخ“ سے قبل آنے والی ”س“ کو ”ص“ پڑھتے ہیں۔ (۴۱)

بعض کلمات میں ت کو س کی جگہ استعمال کرنا یمنی لہجہ ہے۔ مثلاً الناس کو جگہ النات پڑھنا۔ (۴۲)

بنو اسد کے ہاں ”كاف خطاب“ کو ”ش“ سے تبدیل کیا جاتا ہے۔ مثلاً ”عليک“ کی بجائے ”عليش“ کا استعمال، (۴۳) جبکہ یمن میں یہ تبادلہ مطلق ہے۔ یہ ”لبیک“ کی بجائے ”لبیش“ بولتے ہیں۔ (۴۴) اسے ششنا کہا جاتا ہے۔ (۴۵)

ہذیل، قیس، انصار اور سعد بن بکر عساکن کو جس کے بعد طہون سے بدل دیتے ہیں مثلاً ”اعطی“ کی جگہ ”أنطی“ بولنا۔ (۴۶)

صواعغ کی جگہ صیاغ وغیرہ۔ (۵۰) حرکات کا اختلاف

قبائل عرب نے مابین ضمہ و کسرہ کا اختلاف بھی تھا۔ بدھی قبائل کا رجحان ضمہ کی طرف ہے کیونکہ یہ خشونت قبائلی کا مظہر ہے لہذا ایسے تمام مقامات جن پر حضری قبائل کسرہ سے کام لیتے ہیں وہاں بدھی قبائل ضمہ سے کام لیتے ہیں (۵۱) اگرچہ بدھیوں کے ہاں بھی کسرات موجود ہیں۔ ابن جنی نے "الخصائص" میں اس کی ایک مثال پیش کی۔ ابو عبد اللہ بن الاعرابی اور ابو زیاد الکلبی کی ملاقات بغداد میں ایک پل پر ہوئی ابو زیاد نے ابو عبد اللہ سے نابغہ کے قول "علی ظهر مسنۃ میں "بناة" کا مطلب پوچھا، اس نے کہا النَّطْع۔ ابو زیاد نے کہا اس سے تو میں واقف نہیں ہوں، جو اب اس نے کہا النَّطْع، جو اب ابو زیاد نے کہا ہاں یہ میں جانتا ہوں۔ (۵۲)

اسی طرح جازی صوام کو صیام، نوام کو نیام، صواعغ کو صیاغ بولتے ہیں۔ جبکہ بدھی ان الفاظ کو ادا کرتے ہیں۔ (۵۳)

بنوزراہ کساوان کو کسایان کہتے ہیں (۵۴) قبیلہ طی او تمیم حیث کی جگہ حوت بولتے ہیں۔ علاوہ ازیں بعض عرب اسے جیٹ بھی بولتے ہیں۔ (۵۵) اسی طرح اعیج کے لفظ کو بنی آسد اعوج کہتے ہیں۔ (۵۶) مُنْدُ کو بنی سلیم سے مِنْدُ بولنا بھی روایت کیا گیا ہے۔ نما یَسْمُو کو یہ یَسْمِی بولتے تھے۔ اسی طرح اللذین کو اللذون بولا جانے کی روایات بھی کی گئی۔ (۵۷)

جازیوں کے ہاں امسیں صرف اسی صورت میں رہتا ہے جبکہ بنی تمیم اسے مُغَرَّب خیال کرتے اور امسیں پڑھا کرتے تھے۔ اسی طرح اسوسہ، مریۃ، غلطۃ کو حروف اول کے کسرہ اور ضمہ دونوں کے ساتھ روایت کیا گیا۔ کسر جازی میں اور ضمہ تمیم میں ہے۔ سکاری اور کسالی قرآن کریم میں دونوں کے حرف اول پر ضمہ ہے لیکن معاجم عربیہ سے واضح ہوتا ہے کہ بنی آسد اور بنی تمیم ان دونوں کو حرف اول کے فتح کے ساتھ بولتے تھے۔

سَنْفَرْغُ لَكُمْ بنو تمیم سے راء کے فتح کے ساتھ مذکور ہے۔ غِشاوَة غ کے فتح

کے ساتھ لغتہ ربیعہ میں ہے جبکہ ربیعہ کا قبیلہ کئی قبائل پر مشتمل ہے۔ اسی طرح بنو تمیم فتحت کو فتحت بولتے۔ مات کا مضارع یہ یہوت یا یحیت ہے لیکن بنو طی اسے یہات بولتے تھے۔ رحال کو همزہ کی کسر کے ساتھ بولا جاتا ہے لیکن بنو اسد اسے فتح کے ساتھ بولتے تھے۔ (۵۸) اسی طرح قبائل کے مابین حروف مضارع کی حرکات میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے مثلاً بھراء اور بنو اسد مضارع کے اوائل کو کسر کے ساتھ پڑھا کرتے تھے جیسے نَسْتَعِينَ کو نِسْتَعِينَ پڑھنا۔ (۵۹) بنو کلب کاف خطاب کو کسر کے ساتھ بولتے مثلاً أَعْلَمْ يُكْمِمُ کو عَلَيْكُمْ کہتے (۶۰) بعض قبائل اوائل مضارع کو مضموم بولتے مثلاً يَنْطَقُ کو يَنْطَقُ بولنا (۶۱) اسی طرح بنو اسد مضارع کی تاء کو کسور پڑھتے مثلاً تعلب کی تعلب (۶۲)

ہمزہ کی ادائیگی میں اختلاف

قبائل عرب کے مابین ہمزہ کو بہ تحقیق ادا کرنے یا نہ کرنے پر بھی اختلاف پایا جاتا تھا۔ چنانچہ قریش لہجہ میں ہمزہ کو بہ اہتمام ادا نہ کیا جاتا تھا جبکہ بنو تمیم ہمزہ کو ادا کرتے تھے۔ گویا تحقیق ہمزہ و سط جزیرہ اور اس کے شرقی حصہ کے قبائل کا تخصیص ہے اور اس سے پاک لہجہ جازیوں کا (۶۳) مثلاً قریش سُلْ کہتے بنو تمیم اسال کہتے تھے۔ (۶۴)

تحقیق ہمزہ غیر جازی قبائل کے لہجہ کا نمایاں ترین تخصیص ہے اور خاص طور پر بدھوں سے منسوب ہے۔ چنانچہ عیسیٰ بن عمر الشفی سے مروی ہے کہ "لَا آخذ من قول التميم الا بالبیر" یعنی ہمزہ تمیم کی خوبی ہے اور اسی طرح اسے الملة العربية المشترکہ کی خوبی قرار دیا جا سکتا ہے۔ (۶۵) تقدیم و تأثیر کا اختلاف

قبائل کے لہجاتی اختلافات میں سے ایک حروف کی اور بعض اوقات الفاظ کی تأثیر و تقدیم بھی ہے مثلاً صاعقه کو صاعقه پڑھنا۔ (۶۶)

حذف و اثبات کا اختلاف

کلام عرب میں اختصار کلام کے پیش نظر بعض اوقات بعض حروف کو حذف کر دیا جاتا

ہے۔ ابن جنی کے قول کے مطابق یہ اہل عرب کی عادات میں سے ہے۔ ابن جنی نے اس سلسلہ میں وح ذیل مثالیں (شعری) پیش کی ہیں۔

۱۔ کَأَنْ إِبْرِيقِهِمْ ظَبِّيْ عَلَى شَرْفِ

مقدم بسبا الکستان ملنوم
سبا سے یہاں مراد بسا کب ہے جو کہ حذف کر دیا گیا۔

درس الستنا بِمُتَالِعِ فَأَبَانِ

منا سے مراد منازل ہے جو محظوظ ہے۔ (۲۶)

حذف و اثبات کا یہ اختلاف قبائلی لہجات میں نمایاں طور پر پایا جاتا تھا۔ مثلاً بنی عامر اور بنی سلیم الفاظ کو حذف کیا کرتے مثلاً شدید کوشش کرتے۔ (۲۸) حذف میں یہ کو حذف کر دیتے مثلاً ربی کی جگہ رب بولتے اور لا ادری کی بجائے لا ادر (۲۹) چند قبائل مضارع کے ع کلمہ کو ضمہ کے ساتھ اور و کے اضافہ کے ساتھ بولتے مثلاً انظر کی جگہ انظور بولنا (۳۰) اسی طرح بعض کاف کے بعدش کا اضافہ کر دیتے۔ مثلاً علیک کو علیکش کہا جاتا تھا۔ (۳۱) طنی کے لوگ ابا الحکم کو ابا الحکما کہا کرتے۔ (۳۲) ضعم، زبید اور خیر، عمان و یمن اصوات کو حذف کیا کرتے تھے۔ مثلاً ماشاء اللہ کو مشا اللہ کہا جاتا تھا۔ (۳۳) اسے لختائی بھی کہا جاتا ہے۔ (۳۴) بھارت بن کعب کے لوگ جارہ کا لام حذف کر دیا کرتے مثلاً رکبت علی الفرس کو رکبت علفرس (۳۵) کہتے تھے۔ ربیعہ کے بعض لوگ اللذین کا نون ساقط کر کے اللذی بولتے تھے۔ (۳۶)

صِيغَهُ جَمْعٍ وَ تَذَكِيرٍ وَ تَأْنِيَثٍ كَا اخْتِلَافٍ

مختلف قبائل کے مابین صیغہ جمع کا متعلق بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔ مثلاً اسیر کی جمع اسری اور اساری دو نوع طرح سے آتی ہے (۳۷) اسی طرح حذف میں کے ہاں طریق کے لیے جمع کا صیغہ اطرقاء ہے۔ (۳۸)

اسی طرح تذکیر و تأنسیث کا اختلاف بھی لہجات کے مابین اختلاف کا ایک اہم غرض ہے۔

مثلاً بعض قبائل هذا البقر بولتے ہیں اور بعض اسی کو هذہ البقر کہتے ہیں۔ (۷۹)

الفاظ کے ترادف کی بنا پر اختلاف

کسی ایک مفہوم کی ادائیگی کے لیے بہت سے الفاظ کی موجودگی بھی لہجات کے اختلاف کا باعث نہیں ہے اور ترادف کی کثرت اہل عربی کے ہاں معمول کی بات ہے۔ مثلاً توار کے بہت سے نام ہیں۔ ابو علی فارسی لکھتے ہیں کہ میں سیف الدولہ کی مجلس میں موجود تھا۔ ابن خالویہ نے کہا مجھے توار کے ۵۰ نام یاد ہیں۔ سیف الدولہ نے کہا میں تو صرف ایک نام ”سیف“ سے واقف ہوں ابن خالویہ نے کہا فلاں اور فلاں کے متعلق کیا خیال ہے۔ سیف الدولہ نے کہا یہ تو صفات ہیں۔ (۸۰) اسی طرح حضرت ابو ہریرہؓ کا ایک واقعہ نقل کیا گیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ آنحضرت ﷺ کے پاس آئے، آپ کے ہاتھ میں چھپری تھی، آنحضرت ﷺ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے کہا: ناولنی السکین۔ حضرت ابو ہریرہؓ نہ سمجھ سکے۔ حتیٰ کہ آنحضرت ﷺ نے تین مرتبہ اپنے کلمات کو دھرا یا۔ پھر حضرت ابو ہریرہؓ نے پوچھا اُتُرِنِ الدَّمَدِيَةُ؟ تو آپ نے فرمایا ہاں۔ حضرت ابو ہریرہؓ ازدی تھے۔ اس لیے وہ اس ججازی لفظ کو نہ سمجھ سکے۔ (۸۱) ابن جنی نے اس لفظ یعنی سکین کے لیے مسدیۃ، سکینہ، الخیفة، السخینۃ، السلقاء، الصلت، الرمیض، الفالیۃ اور آكلة اللحم، کے الفاظ استعمال کیے ہیں۔ (۸۲) اسی طرح لفظ خلق کے لیے فطر، جبل، خلق، اسر، ذرأ، انشأ، لون، صور، سوا، أوجد، أحدث، أبدع، أبدأ..... وغیرہ استعمال ہوتے ہیں۔ (۸۳) جب ایک ہی مفہوم کو ادا کرنے کے لیے متعدد الفاظ موجود ہوں تو الفاظ کے تعداد کا اصل سبب ہی ہو سکتا ہے کہ ان میں سے ہر ایک لفظ کسی نہ کلی لسانی گروہ یا لسانیاتی ماحول کی نمائندگی کر رہا ہو۔ (۸۴)

الفاظ مشترک کے معنی کے تضاد کی بنا پر وقوع پذیر ہونے والا اختلاف

عربی زبان میں بہت سے الفاظ ایسے ہیں جن کے معنی میں مختلف قبائل کے مابین فرق پایا جاتا ہے۔ مثلاً شب کے معنی حیرا کے ہاں ”بیٹھو“ کے ہیں۔ (۸۵) جبکہ عدنانیہ کے ہاں یہ ”راقف“، یعنی ”کوڈ جاؤ“ کے ہیں۔ اس سلسلہ میں کتب لغت میں ایک ”لچپ“ واقعہ رواہت کیا گیا

ہے۔ واقعہ کچھ اس طرح سے ہے بنی کنانہ یا بنی کلاب کا ایک شخص بادشاہ ذو الحجہ نے ہاں گیا۔ بادشاہ اس وقت محل کے بڑھے ہوئے چھجھ پر بیٹھا تھا۔ اس نے اس شخص سے کہا ”ذب“ یعنی بیٹھو۔ لیکن اس شخص نے اپنے لہجہ کے مطابق اسے چھلانگ لگانے کا حکم سمجھا اور چھلانگ لگا کر اللہ کو پیارا ہو گیا۔ (۸۲) اسی طرح ذب کے معنوی معنی بھیڑیے کے ہیں۔ لیکن حد تیلی اسے شیر کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ (۸۷) لبیغ کے معنی خرید و فروخت دونوں کے ہیں۔ (۸۸) وراء کے معنی پیچھے کے ہیں اور سامنے یعنی (امام) کے بھی ہیں۔ (۸۹) اسی طرح ترجمہ سے مراد بلند مقام پر واقع باع بھی ہے اور درجہ کے بھی ہیں اور دروازے کو بھی ترجمہ کہا جاتا ہے۔ (۹۰)

اصوات کی تشدید و رخاوت کے رجحان کی بنا پر وقوع پذیر ہونے والا اختلاف

بدوی قبائل کا رجحان اصوات کی تشدید کی طرف تھا جبکہ حضری قبائل الفاظ کو زمی سے ادا کرنے کی جانب رجحان رکھتے تھے۔ پس ب، ت، د، ک اور دیگر بعض شدید آوازوں کو محضرین سے یوں سنائیا، شینا، اور بدھی اس کے برکس زم آوازوں کو بھی سختی سے ادا کرتے ہیں۔ مثلاً قبیلہ عقل کے لوگ عکوف الطیر کو عکوب الطیر کہتے تھے۔ یعنی باء کے ساتھ، اس میں فرق یہ ہے کہ پہلی آوازم زم ہے اور اس کی نسبت دوسرا شدید ہے۔ اور چونکہ عقلیں بدھی قبیلہ تھا لہذا یہ لوگ تشدید کی جانب رجحان رکھتے تھے۔ (۹۱)

اسی طرح بعض قبائل جن حروف کو تشدید سے پڑھتے تھے دیگر قبائل انہی کو رخاوت کے ساتھ ادا کرتے مثلاً ریحہ اور غنم کے لوگ ع کو سکون سے پڑھتے ہیں جبکہ جمہور اسے حرکت کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ (۹۲) اسی طرح ازدراءۃ کے ہاں لہ کے کو تکین سے ادا کیا جاتا ہے۔ (۹۳)

اسی طرح تھیم و ترقيق یعنی الفاظ کو باریک یا موٹا کر کے پڑھنا بھی لہجات میں شامل ہے۔ (۹۴)

مندرجہ بالا لہجاتی اختلاف کے جائزہ سے یہ بات واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ قراءات میں پایا جانے والا فرق کسی نہ کسی پہلو سے اسی اختلاف کے نتیجہ میں وقوع پذیر ہوا۔ اظہار و ادغام، تھیم و ترقيق، فتح و امالہ، تحقیق و تسہیل همزة، ابدال اور دیگر فرق ایسے عناصر ہیں جن سے لفظ کے

معنی میں تضاد پیدا نہیں ہوتا۔ (۹۵) ان کی وجہ سے لفظ کو واحد ہونے کے دائرہ سے خارج نہیں کیا جاسکتا۔ (۹۶)

اسلامی تعلیمات میں یہ رکا پہلو غالب ہے لہذا بنی اکرم ﷺ نے حکم دیا کہ ہر قبیلہ کے لوگ اسی لحن و لہجہ کے مطابق قرآن پڑھ سکتے ہیں جو ان کی زبان پر جاری و ساری ہے۔ اور جسے تبدیل کرنا ان کے لیے از حد مشکل بلکہ ناممکن ہے۔ (۹۷) چنانچہ خود آنحضرت ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے بعض اوقات بعض لوگوں کو قرآن پڑھاتے یا تعلیم دیتے ہوئے ان کے لہجے کے تخصیصات کو مد نظر رکھا، تاکہ تبلیغ کا فریضہ بطریق احسن ادا ہو جائے۔ مثلاً سیوطی نے نقل کیا کہ آنحضرتو ﷺ کو ”یا تیکی“، امالہ سے پڑھتے سنائیا تو پوچھا گیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ آپ امالہ کرتے ہیں تو فرمایا یہ میرے ماموں بنی سعد کی زبان ہے۔ (۹۸) اسی طرح یہ حدیث ”لیسِ میں امْبِرْ اَمْصِيَّمُ فِي اَمْسَفِرٍ“ بھی اسی کی دلیل ہے۔ (۹۹) ابو حیان الاندلسی نے الہر الجھیط میں آپ ﷺ کے کلام میں سے بیان کیا ”الیَدُ الْعُلِيَاءُ الْمُنْتَظَرُوْنَ، وَالْيَدُ السُّفْلَىُ الْمُنْتَظَرُوْنَ“ اور اسی طرح دیگر روایات وغیرہ یعنی آنحضرتو ﷺ نے قبائل کے مختلف لہجات کو خاص طور پر مد نظر رکھا۔ (۱۰۰) اسی تخفیف اور لہجہ کی بنا پر دی جانے والی رعائت کے نتیجہ میں مستند احادیث میں کئی مثالیں موجود ہیں کہ صحابہ کرام نے ایک دوسرے سے مختلف انداز میں قرآن کریم پڑھا۔ مثلاً حضرت ہشام بن حکیم بن حرام سورہ فرقان پڑھ رہے تھے، حضرت عمرؓ نے سناؤ ان کو بنی ﷺ کے پاس لے گئے اور عرض کیا کہ مجھے تو آپؑ نے اور طریقہ سے پڑھایا تھا، آپ ﷺ نے دونوں سے باری باری سورہ فرقان سنی اور فرمایا کہ دونوں نے ٹھیک پڑھا قرآن سات حرفاً پر نازل ہوا اس لیے جیسے تم آسان سمجھو پڑھ لو۔ (۱۰۱) چنانچہ ہمیں یہ روایت ملتی ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے مالک کی جگہ ملیک پڑھا۔ (۱۰۲) اور دیگر کبار صحابہ سے بہت سی اختلافی قراءات کتب تفسیر و قراءات میں مروی ہیں اور بعد کے قراءے سے بھی اس طرح کی قراءات مروی ہیں کہ انہوں نے مختلف طریقوں اور طرز ادا میں کام لیا لہذا ان کی قراءات میں اختلاف واقع ہوا۔ مثلاً ادغام و اظہار میں قراء کے مابین

اختلاف ہے ابو عمر و الکسانی، حمزہ، ابن عاصم، خلف اد گام سے کام لیتے ہیں اور ابن کثیر، نافع، الجعفر، عاصم، یعقوب اطہار سے کام لیتے ہیں اور قرآن کریم میں یہ دونوں ہی انداز پائے جاتے ہیں۔ اسی طرح امالہ و فتحہ کا معاملہ ہے۔ جازی قراءہ مثلًا ابن کثیر کی اور نافع و آبوجعفر منہجین کے ہاں قراءات میں فتحہ کا رجحان پایا جاتا ہے جبکہ کوفیوں کے ہاں امالہ تھا چنانچہ یہاں کے مشہور قراءہ حمزہ کسانی اور خلف کی قراءات میں امالہ پایا جاتا تھا۔ ابتداء بصریوں کا انداز بھی یہی تھا چنانچہ ابو عمر و العلاء، یعقوب کے ہاں امالہ بھی پایا جاتا ہے تاہم ابو عمر و چونکہ جازی تھے ان کی قراءات میں ایک اور غمونہ بھی پایا جاتا جو امالہ سے خالی ہے۔ اسی طرح اعراب کی تبدیلی کا معاملہ ہے۔ یعقوب و حمزہ دونوں عراقی تھے یا عراقی لہجہ سے متاثر تھے۔ اس لیے انہوں نے (عليهم، إلهم) کو حاء کی ضم کے ساتھ پڑھا۔ جبکہ اسے مکسور پڑھنا جازی لہجہ ہے۔ قراءت قرآنیہ میں یہ بھی روایت کیا گیا کہ حَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلُّ شَئٍ قُبْلَأَغْفَتْ تَمِيمَ كَمَطَابِقَ هُنَّا وَ قِبْلَأَغْفَتْ كَنَانِيَّةَ پر (۱۰۳) ابو عمر و اور ابن کثیر نے بالعدوة الدنیا کو ع کے سر کے ساتھ اور باقیوں نے ضمہ کے ساتھ پڑھا۔ (۱۰۴) کتب قراءات میں اس قسم کی بہت سی مثالیں پائی جاتی ہیں۔

منقرأ تبعیق قرآن جو کہ آنحضرت ﷺ کا مقصد بعثت تھا، کی تکمیل میں سہولت و آسانی کے لیے آنحضرت ﷺ نے تحفیف و رعایت دی اور مسلمانوں کو قرآن کریم سے جوشغ تھا اسی نے ان کو تحریص دلائی کہ انہوں نے ان قراءات کو بھی روایت کیا جو کہ قبل از تدوین مصحف عثمانی تذییص کے لئے نظر کو مد نظر رکھتے ہوئے راجح تھیں۔ خلف نے یہ قراءات سلف سے نقل کیں اور یہ روایات کثیر تعداد میں پائی جاتی ہیں۔ (۱۰۵) الہذا احادیث و اخبار سے ثابت ہوتا ہے کہ موجودہ قراءات اور کتب میں نظر آنے والا اختلاف (جو قراءات صحیحہ کی شرائط پر پورا اترنے والی قراءات میں پایا جاتا ہے) کسی ناطقی یا تحریف یا بد نیتی کا شرہ نہیں بلکہ اس خصوصی رعایت اور حکیمانہ شفقت کا مظہر ہے جو بنی کریم ﷺ نے امت میں ترویج قرآن کے سلسلہ میں باذن اللہ عطا فرمائی تھی۔

حوالہ جات

William Muir, The Life of Mohomet, Edin Burgh New forth Edition 1912, P-23

- ۱۔ عبد الوہاب حمودہ، القراءات والمحاجات، ۲۳۶، مکتبۃ النھضہ المھریۃ، الطبعة الاولی، ۱۹۲۸ء
- ۲۔ ابی محمد کی بن ابی طالب، التصریف فی القراءات ایسیع، ۱۹۲۸، الدار السلفیۃ، بیتی، الطبعة الثانیة، ۱۹۸۲ء
- ۳۔ ابن خلدون عبد الرحمن بن محمد، کتاب الحبر و دیوان المبداء والخبر فی ایام العرب والجریف و من عادھ حمّم من ذوی السلطان الاکبر، ۱۹۷۱، دار احیاء التراث العربي، ۱۹۳۵ء
- ۴۔ احمد رضا العالمی، مولد المحدث، ۲۲-۲۳ء
- ۵۔ عمر فروخ، تاریخ الادب العربي، ۱۹۰، دار العلم للملائیین، بیروت الطبعة الاولی، ۱۹۲۵ء
- ۶۔ جرجی زیدان، تاریخ آداب اللغة العربي، ۱۹۳۳، دار الحلال، قاهرۃ، الطبعة الجديدة، ۱۹۵۵ء
- ۷۔ مناع خلیل القطنان، مباحث فی علوم القرآن، ۱۵۰، مؤسستہ الرسالتہ بیروت، الطبعة ۲۲ء
- ۸۔ دکتورہ باکرہ علی رفیق، لغات الجزریۃ العربیۃ، ۱۹۹۲ء، العربیۃ ام اللغات السامیۃ، مجلۃ المجمع العلمی
- ۹۔ العراقی، ۱۹۷۵ء
- ۱۰۔ سعیی الصالح، دراسات فی فقه المحدث، ۲۷، منشورات المکتبۃ الالھیۃ بیروت، الطبعة الثانية، ۱۹۲۴ء
- ۱۱۔ وانی عبد الواحد، علم المحدث، ۲۲۱-۲۱۲، المطبعۃ السلفیۃ قاہرہ، ۱۹۳۸ء
- ۱۲۔ ابراهیم انس، فی البحاجات العربیۃ، ۸۹، مکتبۃ الانجلو المھریۃ القاہرۃ، الطبعة السادسة، ۱۹۸۲ء
- ۱۳۔ ابن بشام، جمال الدین یوسف بن احمد بن عبد اللہ الانصاری، اوضع المسالک الی الفیہ بالک، الطبعة السادس، دار احیاء التراث العربي، بیروت، ۱۹۳۳ء
- ۱۴۔ سباعی یوسفی، تاریخ الادب العربي، ۱۰۰، مکتبۃ الانجلو المھریۃ بیان تاریخ جوہری ابی نصر احمد بن جماد، تاج المحدث و صحاح العربیۃ، ۵۸۰۲، روایت شیخ ابی محمد اسماعیل بن محمد ایمن عبدوس النیسا بوری، بیان تاریخ
- ۱۵۔ زختری، محمود بن عمر، المفصل فی علوم العربیۃ، ۳۶۹، دار النشر الکتب الاسلامیۃ، لاہور
- ۱۶۔ داؤد سلمون وجیل سعید، مجموع لغات القباکل والامصار، ۱/۲۵، مطبوعہ مجمع لغتمی العربی، ۱۹۸۷ء

- ابن منظور الافريقي محمد بن مكرم، مسان العرب، دار أحياء التراث العربي، بيروت، بذيل باده هزه
الاستراباذي، رضي الدين محمد بن الحسين، شرح شافية ابن الجوزي، ٢٣٢٧/٣، دار الكتب العلمية،
بيروت، ١٩٧٥، اع ١٩٥٢، بيروت، ١٩٥٢، ط ١٩٥٢، الطبعة الثانية
- ابن جنی، عثمان بن ابی افخ، الخصائص، ١٤٥٣، بيروت، ١٩٥٢، ط ١٩٥٢، المطبعة الثانية
- وابی، فقه اللغة، ١٢٠
- المرجح السابق
- احمد رضا العالمی، مولد النبی، ٢٢، کتبة الحياة، ١٩٥٢، اع ١٩٥٢
- وابی، فقه اللغة، ١٢٠
- ابراهیم انیس، فی الْحِجَّاتِ الْعَرَبِيَّةِ، ١٢٤
- داود سلوم، فی الْحِجَّاتِ الْعَرَبِيَّةِ، ١٢
- ابن جنی، الخصائص، ١٣٩٢/٢، ١٣٩٠
- ابراهیم انیس، فی الْحِجَّاتِ الْعَرَبِيَّةِ، ٧٠
- شکی صارخ، دراسات فی فقه اللغة، ٨١
- وابن عقیل، شرح ابن عقیل، ٥٩١٢، ٥٩١٢
- المرجح السابق، ٥٣١
- سیوطی، الالقان فی علوم القرآن، ١٩٣٣، کتبة التجاریہ، مصر، بلاتاریخ
- ابراهیم انیس، فی الْحِجَّاتِ الْعَرَبِيَّةِ، ٤٠-٤١
- ابن سیده حسن بن علی بن اسماعیل، الخصوص، دار أحياء التراث العربي، ٢٨٧٥، (جزء ١)
- ابراهیم انیس، فی الْحِجَّاتِ الْعَرَبِيَّةِ، ٢٠-٢٨
- ابن جنی، المصنف شرح الكتاب التشریف، ٥٨٢، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان، الطبعة الاولى ١٩٩٩
- ابراهیم انیس، فی الْحِجَّاتِ الْعَرَبِيَّةِ، ٩٣
- ابن جنی، الخصائص، ١٣٨٣، ١٣٨٣
- ابراهیم انیس، فی الْحِجَّاتِ الْعَرَبِيَّةِ، ٩٣-٩٥
- المرجح السابق
- ابن حشام، معنی المکیب، ١٣١١، ١٣١١
- ابراهیم انیس، فی الْحِجَّاتِ الْعَرَبِيَّةِ، ٩٣
- ٣٥- داود سلوم، دراسة للحجات العربية، ٥١
- ٣٦- ابن عبد البر، التمهید، ٢٢٨٨
- ☆ ٣٧- وابی، فقه اللغة، ١٢٠
- ٣٨- المرجح السابق
- ٣٩- احمد رضا العالمی، مولد النبی، ٢٢، کتبة الحياة، ١٩٥٢، اع ١٩٥٢
- ٤٠- وابی، فقه اللغة، ١٢٠
- ٤١- ابراهیم انیس، فی الْحِجَّاتِ الْعَرَبِيَّةِ، ١٢٤
- ٤٢- داود سلوم، فی الْحِجَّاتِ الْعَرَبِيَّةِ، ١٢
- ٤٣- ابن جنی، الخصائص، ١٣٩٢/٢، ١٣٩٠
- ٤٤- ابراهیم انیس، فی الْحِجَّاتِ الْعَرَبِيَّةِ، ٧٠
- ٤٥- شکی صارخ، دراسات فی فقه اللغة، ٨١
- ٤٦- وابن عقیل، شرح ابن عقیل، ٥٩١٢، ٥٩١٢
- ٤٧- المرجح السابق، ٥٣١
- ٤٨- سیوطی، جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بکر، هیچ العلوم مع شرح الجواجم، ٢٣٩، طهران، ١٩٦٦، اع ١٩٦٦
- ٤٩- ابن عثمان عمرو بن بحر، البیان والتبیین، ١٤٣، ٥٣، دار الفکر للطبع، ١٩٨٤
- ٤٥- ابن بیحیش، بیحیش بن علی، شرح المفصل، ١٤٣، عالم الكتب، بيروت، سـ ١
- ٤٦- زخیری، الفائق فی غریب الحديث، ٣٣٣١، ٣٣٣١، دار الكتب العلمية، بيروت، ١٩٩٣
- ٤٧- سیوطی، جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بکر، هیچ العلوم مع شرح الجواجم، ٢٣٩، طهران، ١٩٦٦، اع ١٩٦٦
- ٤٨- حمی الدین، شرح الأشمونی، ٣، ٨٢، ٨٢
- ٤٩- داود سلوم، دراسة للحجات العربية التقديمة، ج ٥٣، مکتبة المدار الاسلامیة، کویت، ١٩٧٥
- ٤٥- المرجح السابق
- ٤٥- المرجح السابق، ج ٥٣
- ٤٦- وابی فقه اللغة، لجنة البيان العربي، ج ١٢٠، الطبعة الخامسة، ١٩٦٨
- ☆ ٤٧- ابو طیب المخنوی عبد الواحد بن علی، كتاب الإبدال، ١٢١، دمشق، ١٩٤٥
- ٤٨- ابراهیم انیس، فی الْحِجَّاتِ الْعَرَبِيَّةِ، ١١٦
- ٤٩- سیوطی، المعرفی علوم اللغة وآدابها، ٢٥١، عسلی البانی الحکی وشراکه، مصر
- ٤٣- حمی الدین، شرح الأشمونی، ٣، ٨٨٤، ٨٨٤

داود سلوم، دراسة للهجات العربية القديمة، ٢٧

ابراهيم أنيس، في للهجات العربية، ٩٢

ابوالعباس شعيب احمد بن يحيى، مجلس ثعلب، ١٨١٨، دار المعارف، قاهرة، الطبعة الثالثة، ١٩٣٩

ابن جنى، الخصائص، ٨١٢،

جيفري، مقدمتان في علوم القرآن، ٦٢٠، مكتبة الحنجي، بغداد، ١٩٥٣

ابراهيم أنيس، في للهجات العربية، ٩٢

ابن البارقي، عبد الرحمن بن أبي الوفاء محمد بن عبد الله، اسرار العربية، ٦٥، دمشق، ١٩٥٧

احمد رضا العالمي، مولد اللغة، ٦٢

ابراهيم أنيس، في للهجات العربية، ٣٠

البغدادي، عبد القادر بن عمر، خزانة الأدب ولب المباب لسان العرب، ١٩٢٧، ٥٧٩، دار الثقافة، بيروت

ابراهيم أنيس، في للهجات العربية، ٣٩

سباعي يومي، تاريخ الأدب العربي، ٥٣

ابن جنى، الخصائص، ٨١٠

ايضاً، ٣٦٢،

داود سلوم ومجيل سعيد، تحميلات القبائل والأمصار، ١٣٢

واني، فقه اللغة، ١٢١

محمد الدين، شرح الأشموني، ٨٢٢، ٣

ابن قتيبة، أبي محمد عبد الله بن مسلم، أدب الكاتب، ٦٨٨، مطبعة العاداة مصر، الطبعة الرابعة، ١٩٤٣

واني، فقه اللغة، ١٢٤

ابن اشير، محمد الدين أبي السعادات مبارك بن احمد، انطلاقي في فنزير الحديث والآثار، ٢٣٣، ٣

المكتبة الإسلامية، بيروت، بدون تاريخ

المحروفي، أبي عبد الله القاسم بن سلام، غريب الحديث، ٣٨٨، ٢، دار الكتب العربي، بيروت

ابراهيم أنيس، في للهجات العربية، ١٣٦

ابن فارس، الصاجي في فقه اللغة، ٦٩

ابن سيدة، شخص، ٣٥، ٢

- ٦٧- ابن فارس، الصاجي في فقه اللغة، ٦٩
- ٦٨- ابراهيم أنيس، في للهجات العربية، ١٥٧
- ٦٩- عمرو فروخ، تاريخ الأدب العربي، ٣٦
- ٧٠- ابراهيم أنيس، في للهجات العربية، ١٥٨
- ٧١- ابن جنى، المعنون، ٢٣٢
- ٧٢- البازجي، شيخ ابراهيم، كتاب نجدة الرائد وشريعة الوارد في المترادف والمتوارد، مجتمع المعرفة الإسلامية، ١١
- ٧٣- ابن جنى، الخصائص، ٣٧٢، ١،
- ٧٤- ازهري، أبي منصور محمد بن احمد، تهذيب اللغة، دار الكاتب العربي، ١٩٢٧، ١٩٢٥
- ٧٥- ابو الحميد السقافى، مصادر اللغة، ٣٠٠، عمادة شؤون المكتبات جامعة الرياض، ١٩٨٠
- ٧٦- ابراهيم أنيس، في للهجات العربية، ١٥٧
- ٧٧- ابن دريد أبي بكر محمد بن الحسين، كتاب جمهرة اللغة، ١٠٣١، دار العلم للملاتين، الطبعة الأولى، ١٩٨٧
- ٧٨- الأصمعي، كتاب الأضداد، ١٠٢، دار الكتب العلمية، بيروت، سـ٦
- ٧٩- ابن دريد أبي بكر محمد بن الحسين، كتاب جمهرة اللغة، ١٠٢٩، ٢
- ٨٠- المحروفي، أبي عبد الله القاسم بن سلام، غريب الحديث، ١٤٥، ٢، مطبعة مجلس دائرة المعارف العثمانية،
- ٨١- حيدر آباد، دكن، بلا تاريخ
- ٨٢- ابراهيم أنيس، في للهجات العربية، ١٧٦
- ٨٣- المرجح السابق، ٦٣
- ٨٤- المرجح السابق، ١٢٨
- ٨٥- المرجح السابق، ٦٣
- ٨٦- جواد علي، لهجات القرآن الكريم، ٢٨٥
- ٨٧- ابن الجوزي، التشر في القراءات العشر، ٢٧١
- ٨٨- لبيب السعید، المصحف المرتل، ١٢٢، ١٢٧، دار المعارف، مصر الطبعة الثانية، بلا تاريخ
- ٨٩- سيوطي، الاتقان في علوم القرآن، ٩٣، ١
- ٩٠- ابراهيم أنيس، في للهجات العربية، ١٧٣
- ٩١- ابراهيم أنيس، في للهجات العربية، ١٧٦
- ٩٢- المرجح السابق، ٦٣
- ٩٣- المرجح السابق، ١٢٨
- ٩٤- المرجح السابق، ٦٣
- ٩٥- جواد علي، لهجات القرآن الكريم، ٢٨٥
- ٩٦- ابن الجوزي، التشر في القراءات العشر، ٢٧١
- ٩٧- لبيب السعید، المصحف المرتل، ١٢٢، ١٢٧، دار المعارف، مصر الطبعة الثانية، بلا تاريخ
- ٩٨- سيوطي، الاتقان في علوم القرآن، ٩٣، ١
- ٩٩- ابراهيم أنيس، في للهجات العربية، ١٧٣
- ١٠٠-